The Luminous Aim

(Illuminating Hearst & Minds)

Vol. 01, Issue: 01

October 2025

ماہنامہ

ھدفِ نور

خانقاہ عالیہ محمدیہ سیفیہ، جھنگ روڈ، فیصل آباد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَصۡرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ فَتۡحٌ قَرِیۡبٌ

حضور کا فرمان

عارفِ جہاں، سلطان العاشقین، شیخ العلماء والمشائخ

حضور سیدنا الفقیر ابو الفاران میاں محمد امجد ظہیر

المعروف وکیل سرکار مبارک محمدی سیفی حنفی ماتریدی دامت برکاتھم العالیہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾[1]

"جس نے رسول (ﷺ) کا حکم مانا، بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔"

اپنی زندگی کا یہ معمول بنالو کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ہی حکم ماننا ہے۔ اپنی روزمرہ کے معاملات میں یہ ضرور دیکھو کہ جو تم عمل کر رہے ہو وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان کی عکاسی کر رہا ہے اگر نہیں کر رہا تو اس عمل سے باز آجاؤ، تاکہ نافرمانی نہ ہو اور اپنے روز کے معاملات شروع کرنے سے پہلے خود سے سوال ضرور کرو کہ یہ کام عین قرآن و سنت کی عکاسی کرتا ہے کہ نہیں؟ جس سے فائدہ یہ ہو گا کہ اس کام میں اللہ برکت بھی دے گا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان کی اطاعت بھی شامل حال ہو جائے گی۔

1: النساء۴:۸۰

پہلی قسط

تصوف: تعارفِ اصطلاح

صوفی محمد فاران ظہیر محمدی سیفی

تصوف ایک مشتق اسم ہے۔ اس کے مادّہ و اشتقاق کے بارے میں اگرچہ آرا مختلف ہیں، مگر ذیل کے چھ مآخذ پر عمومی اتفاق پایا جاتا ہے:

1. الصوف (بمعنیٰ الصُّوفُ لِلضَّأْنِ)[1]
2. الصوف (بمعنیٰ یکسو شدن)[2]
3. الصفاء
4. صفہ
5. الصفو
6. الصف

گویا یہ چھ مآخذ ہیں جنہیں ''تصوف'' کا مادہ کہا گیا ہے۔

صوف ''لباسِ صالحین''

''صوف'' کے معنی اون / پشم / اَبرہ ہیں۔ عربی میں جو لوگ اون کا لباس پہنیں انہیں صوفی کہا

1: حموی، احمد بن محمد، المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر، المکتبۃ العلمیۃ، بیروت، لبنان، ج۱، ص ۳۵۲

2: غیاث الدین، غیاث اللغات، رزاقی پریس، کانپور، ص ۱۲۰

جاتا ہے، اور صوفیوں کے طریقۂ عمل یا راستے کو تصوّف کہا جاتا ہے۔ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لفظ "تصوّف" اسی طرح آتا ہے جیسے "تقمّص" (قمیص پہننا) کہا جاتا ہے؛ یعنی

"تصوّف إذا لَبِسَ الصوف كناية، كما يُقال: تَقَمَّصَ إذا لَبِسَ القميص."[1]

اس بنا پر اگر تصوّف کا مادّہ صوف مانا جائے تو اس کے لغوی معنی اون کا لباس پہننا ہوں گے۔ اس سے صوفی کا مطلب ہوا: اون پہننے والا، اور تصوّف سے مراد: صوفیوں کا مسلک اختیار کرنا۔

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق سیدنا رسول اللہ ﷺ اُون کا لباس پہنتے تھے،[2] کیونکہ یہ زہد و تقویٰ کے زیادہ قریب ہے؛ اسی لیے یہ انبیائے کرام علیہم السلام کا بھی لباس رہا ہے۔[3]

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صوف اور پشمینہ پہنا کرتے تھے۔[4]

اسی طرح حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا، آپ علیہ السلام صوف کا لباس پہنے ہوئے تھے۔[5]

1: قشیری، عبد الکریم بن ھوازن، الرسالۃ القشیریۃ، دار المعارف، القاھرہ، ج۲، ص۴۴۰

2: قزوینی، محمد بن یزید، سنن ابن ماجۃ، دار الجیل، بیروت، لبنان، ۱۴۱۸ھ، رقم الحدیث: ۳۵۵۶

3: بیہقی، احمد بن حسین، السنن الکبریٰ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۲۰۰۳ء، رقم الحدیث ۹۸۳۷

4: مکی بن ابی طالب، الھدایۃ الی بلوغ النھایۃ، جامعۃ الشارقۃ، ۲۰۰۸ء، ج۳، ص۱۹۳۳

5: نیشاپوری، محمد بن عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۰ء، رقم الحدیث ۷۶

حاصلِ کلام

- تصوف مشتق اسم ہے؛ اصل پر اختلاف کے باوجود چھ مآخذ مانے گئے: صوف، صفا، صفہ، صفو، تصوّف، صف۔
- صوف = اون / پشم / اَبرہ؛ صوفی = اون پہننے والا؛ تصوّف = صوفیوں کا طریق / مسلک۔
- امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کی لغوی توجیہ: تصوّف اسی وزن / معنی میں ہے جیسے تقمّص (قمیص پہننا)؛ لہٰذا تصوف کے لغوی معنی اون پہننا ہیں۔
- روایات: نبی کریم ﷺ اون پہنتے تھے (زہد و تقویٰ کے قریب)، یہ انبیاء کرام علیہم السلام کا بھی لباس رہا؛ عیسیٰ علیہ السلام صوف و پشمینہ پہنتے تھے؛ موسیٰ علیہ السلام روزِ مکالمۂ الٰہی صوف پہنے ہوئے تھے۔

(تصوف کے بارے میں آیندہ قسط میں مزید بتایا جائے گا)

معاشرتی آداب

آدابِ زندگی

علامہ صوفی محمد حسیب احمد اوشی

اس قحط الرجال کے دور میں ابنِ آدم اور اولادِ آدم میں سے کامل و مکمل ان افراد کو کہا جاتا ہے جو اخلاقیات، روزمرہ کے بنیادی اور زندگی گزارنے کے آداب سے واقفیت رکھتے ہیں اور نہ صرف واقفیت بلکہ اپنی مختصر سی فانی زندگی کو ان آداب کے دائرہ کار میں رہ کر گزارتے بھی ہیں۔ آدابِ حسن معاشرت کو ڈیفائن کرنے کے لئے سلف و خلف میں ایک قول مشہور و معروف ہے:

" وَالْأَدَبُ هُوَ الدِّينُ كُلُّهُ. "[1]

اسے یوں کہا جا سکتا ہے: دین میں ادب ہی ادب ہے، جو کہ اس طرف توجہ دلاتا ہے کہ معاشرے میں حُسن پیدا کرنے اور انسانی زندگی کے میعار کو بلند کرنے، تعمیرِ سیرت، تعمیرِ کردار کے لئے ادب و آداب کی اہمیت کتنی ہے۔ اگر انسانی زندگی کے میعار کو بلند کرنے اور اس میں حُسن و شبابیت لانے کے اصل مقصد کی طرف غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان آداب، طریقوں اور سلیقوں کا اپنانے کا اصل مقصد تعمیرِ شخصیت، تعمیر کردار اور وہ جذبۂ انسانیت ہے جو فطرتِ ابنِ آدم میں رکھا گیا ہے۔ اس جذبۂ انسانی کے تحت ہی ابنِ آدم آدابِ زندگی کے طور اطوار کی طرف مرعوبیت سے دیکھتا ہے اور ان کا راگ الاپتا ہے۔ اسی طرح ایک اور راہ جو ذہن کے گوشہ میں کھلتی ہے وہ یہ کہ ان آدابِ

1: ابن قیم، محمد بن ابی بکر، مدارج السالکین، دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان، ۱۹۹۶ء، ج ۲، ص ۳۶۳

زندگی کا اپنانے کا مقصد صرف اپنی لائف کو بلند تعمیری اور اخلاقیات سے مزین کرنا ہے یا کسی اور کو بھی اس کا کوئی نفع ہوتا ہے؟ کیا آدابِ زندگی میں رچ بس جانا صرف ابنِ آدم کی نفسانی کاوش ہے یا اس سے بڑھ کر کسی روحانی لذت کا بھی مبداء و معاد ہے؟

سو جواب یہ ہے کہ آدابِ زندگی کو اپنانے اور اس میں رچ بس جانے کا نہ صرف خود کو نفع حاصل ہوتا ہے بلکہ بشریت کے دیگر کارکنوں کو بھی اس سے خاطر خواہ امداد پہنچتی ہے اور اس امداد کی بدولت ہی ابنِ آدم کو اندرونی و روحانی سکون اور جذبۂ انسانیت سے سرشار لذت کا جام بہم پہنچتا ہے۔

ایک اور بات جو آدابِ زندگی کے حوالہ سے دماغ میں اُمڈتی ہے وہ یہ کہ زندگی کے آداب، طریقوں، سلیقوں میں ایک اصول اکثریت سے کارفرما ہوتا ہے یعنی جتنے بھی ادب آداب اپنائے جاتے ہیں وہ ایسے ہوں گے کہ جس سے ہمارے ارد گرد کے ماحول میں سانس لینے والوں کے لئے بھی ذہنی اور دماغی ریلکسیشن کا سامان موجود ہو گا۔ گو کہ کمیونٹی کے دیگر افراد کو ریلکسیشن مہیا کرنا بھی آدابِ زندگی میں سے ہی ہے۔ دوسروں کو آسانی مہیا کرنے اور اس میکنیزم کے دیگر افراد کا خیال رکھنے کا حکم ہمارے پیغمبرِ اسلام ﷺ نے بھی دیا ہے جس کے مطابق یہی مفہوم آشکار ہوتا ہے کہ اس پورے بائیو ورلڈ کی تمام سپی شیز کا خیال رکھنا ہمارا ایک بنیادی اور اہم فریضہ ہے اور تمام ادیانِ عالم بھی اپنے ماننے والوں کو اسی کا حکم دیتے ہیں۔ جس طرح کھانے پینے، اٹھنے، بیٹھنے کے طریقے سلیقے ہیں اس طرح لائف گزارنے اور اس میں ریفریشمنٹ اور ریلکسیشن لانے کے بھی طریقے ہیں۔

(بقیہ آئندہ)